دھانی بانکیں

عصمت چغتائی

کتب پبلشرز لمیٹڈ بمبئی

طبع اوّل　　　جون ۱۹۴۷ء

قیمت ایک روپیہ

فیروز مستری نے "قادری پریس" محمد علی روڈ نور منزل بمبئی نمبر ۳ سے
چھپوا کر کتب پبلشرز لمیٹڈ ۱۷ - گن بو اسٹریٹ بمبئی ۱ سے
شائع کیا

کردار

برج نرائن

حامد علی

روپا ——————— برج نرائن کی بیوی

عائشہ ——————— حامد علی کی بیوی

سورج ——————— برج اور روپا کا لڑکا

خورشید ——————— حامد اور عائشہ کا لڑکا

لکشمی ——————— سورج کی بیوی

منہارن

دو پڑوسنیں

پہلا منظر

برج نرائن کا مکان۔ صحن اور برآمدے کا کچھ حصّہ۔ صحن
میں ایک کھڑکی ہے جس میں سے حامد علی کے گھر کا کچھ حصّہ
نظر آتا ہے۔ معمولی ساز و سامان دو چار کرسیاں اور
میز۔ دیوار کی کھڑکی کے پاس ایک چوکی بچھی ہے
جس کے قریب ہی زمین پر ایک چٹائی اور دو تین
پیڑھیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جب پردہ اٹھتا
ہے تو برج نرائن کا مکان خالی ہے۔ کھڑکی
میں سے حامد علی نظر آتے ہیں پلنگ پر بیٹھے
کھانا کھا رہے ہیں۔ عائشہ ان کی بیوی پاس

بیٹھی پنکھا جھل رہی ہے۔ برآمدے کے پہلو والے
دروازے سے برج نرائن کپڑے بدلکر گنگناتے ہوئے
نکلتے ہیں۔

برج — ارے بھئی کتنی دیر کردی کیا آج بھوکا مارنے کا ارادہ ہے؟

روپا — (رسوئی سے) اے ہے کہاں دیر ہوئی۔ بس تم بیٹھو میں لاتی ہوں

برج — (کھڑکی کے قریب چوکی پر پالتی مار کر بیٹھ جاتے ہیں) نو بج چکے جی

روپا — (اندر سے تھالی لئے آتی ہے) کہیں بجے نہ ہوں۔ نو بجنے میں بیس
منٹ ہیں۔ بیکار کو اندھیر مچا دیا کہ دیر ہو گی۔ ذرا یہ کچوریاں
تل رہی تھی۔

برج — او ہو ہو۔ تب تو بالکل دیر نہیں ہوئی (کھا کر) واہ۔۔۔۔

حامد — ارے بھابی اسے کچوریاں کھلا کر کاہے کو موٹا کئے
دیتی ہو

عائشہ — توبہ ہے رہنے دو۔

حامد — (جملہ پورا کرتا ہے) بیچارے کو ویسے ہی چلنا دوبھر ہے

روپا — ہے ہے بھیا بڑے ہی ندیدے ہو

برج (کچوری سے منہ بھرا ہے) اسے سچ کہتی ہو۔

روپا (طاقی سے کچوریاں اٹھا کر کھڑکی سے حامد کو دیتی ہے)

برج (پریشان ہو کر) ہیں ہیں۔ یہ کیا کرتی ہو

روپا تم کھاؤ میں اور لا دوں گی۔ (حامد سے) لو بھیا مگر بھگوان کے لئے نظر تو نہ لگاؤ۔

عائشہ (کچوریاں لے کر دیتی ہے)

حامد جیو بھابی۔ اللہ پاک تم کو سات بیٹے دے۔

روپا (جھینپ کر) ہائے رام، کیسا آدمی ہے۔

برج کہتا تھا کہ نہ دو نیکی کر دریا میں ڈال۔ ۔ ۔ ۔ (منہ بنا کر) ارے کوئی اچار وچار نہیں۔

روپا کل ہی تازہ ڈالا ہے ابھی اٹھا نہیں۔

عائشہ (سن کر) کیا اچار چاہیئے (اچار نکالتی ہے)

روپا اب رہنے بھی دو۔

برج کاہے کو رہنے دو۔ تمھیں تو میرا کھانا برا لگتا ہے

عائشہ (اچار دیتے ہوئے کھڑکی سے) جبھی تو کہتی ہوں میرے ہاں

کھانا کھایا کیجئے

حامد اجی بس رہنے دو کہتا ہوں بھابی سے دو چار کھانے پکانا سیکھ لو۔ تو ... ...

رویا (جلدی سے حمایت میں) یہ تو نہ کہو حامد بھیّا۔ عائشہ تو ایسا لاجواب کھانا بناتی ہے کہ کیا کہنے۔

برج مگر بندر کیا جانے ادرک کا مزہ (ہنس پڑتے ہیں سب)

حامد اماں کھا بھی چکو یا آج دفتر چلنے کا ارادہ نہیں۔ ارے بھابی نکالو نا اسے گھر سے۔

منہارن (آتی ہے)

برج (اور رویا) سلام میّا

منہارن جیو بیٹا ... اے بہو۔

رویا کیا ہے میّا۔ اے بس لگیں کان کھانے کو۔ جاؤ جی یہاں کسی کو چوڑیاں نہیں پہننی

منہارن (بغیر توجہ دیے بیٹھ کر پوٹلی کھول لیتی ہے) اے بہو ... وہ لاجواب دھانی بانکیں لائی ہوں کہ کیا بتائیے۔

روبا (بغیر چوڑیاں دیکھے) مٹی ڈالو ان موئی بانکوں پر۔

منہارن نہ بیٹا سہاگ کی چیز کو ایسا نہیں کہتے۔ یہ دیکھ (پوٹلی سے
بانکیں نکالتی ہے)

برج اچھا جی ہٹو چلے

منہارن (چونک پڑتی ہے تو ہاتھ سے ایک بانک گر کر ٹوٹ جاتی
ہے) اے ہے ...... کہاں چلے بیٹا

برج کبڈی کھیلنے اور کہاں سمجھیں۔

روبا (ہنس کر) دفتر جا رہے ہیں لو۔

منہارن اے بیٹا آج تو نہ جاتے تو اچھا تھا

برج کیوں؟ کیا پھر چاقو چلوا دئے تم نے

منہارن اے نوج میں خاک پڑی کا ہے کو چلواتی۔ اے وہ
آپ ہی چل رہے ہیں۔ چھتے میں آج صبیرے صبیر تین خون
ہوئے ہیں

حامد (کھڑکی سے) کون۔ ڈیلی بجٹ ہیں؟

برج ہاں کہتی ہیں آج نہ جاؤ۔ ارے بڑی بی یہ تو روز ہی ہوتا ہے

پڑیکھی اپنے کو تو سب جانتے پہچانتے ہیں۔

منہارن پر بیٹا۔ چاقو چھری کسی کو نہیں پہچانتے

برج (منہارن کے کہنے سے کچھ فکرمند ہو جاتا ہے)

حامد اماں کیا آدمی ہو چلتے ہو یا آج بی منہارن سے چوڑیاں پہننے کا ارادہ ہے۔

برج (چلتے ہوئے) بڑی بی تم تو کسی اخبار کے دفتر میں نوکری کر لو

منہارن (جانے کے بعد) ارے میں اب کیا کروں گی نوکری

(سورج اور خورشید دونوں بچے لڑتے ہوئے آتے ہیں)

(اپنی پوٹلی بچاتی ہے) ہائیں ہائیں... ارے کیا بچے ہیں

سورج (اور خورشید ایک دوسرے کو گھسوٹنے لگتے ہیں) سور پاجی۔ گدھا...

خورشید نماقول بھنگی

رویا ارے ارے... یہ کیا؟ ارے سورج... خورشید نہیں مانو گے

عائشہ (لپک کر کھڑکی سے آتی ہے) ہائیں ہائیں (خورشید کو پکڑ کر کھینچتی ہے)

(عائشہ اور رویا دونوں بچوں میں بیچ بچاؤ کرتی ہیں دونوں اپنے اپنے بچوں کو مارتی اور گھسیٹتی ہیں)

روپا ارے اسے کیوں مارتی ہو ۔ملچھ تو یہ ہے ۔(مارتی ہے) بول .. اور لڑے گا ... کیوں ؟

عائشہ نہیں وہ بیچارا چپکا ہے ۔یہ ہے بدذات ...کیوں .... . لے ... . اور لڑے گا ۔آج میں اس کی ہڈی پسلی ایک کردونگی

روپا ارے چھوڑو .... (سورج کو مارنے سے رک کر خورشید کو چھڑاتی ہے) اے دیکھو چھوڑدو ..... تمھیں میری کسم عائشہ ۔

عائشہ نہیں ... نہیں ۔ یہ روز روز کا جھگڑا فساد مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا ۔آج تو بس

روپا (خورشید کو چھڑانا چاہتی ہے تو سورج اپنے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے)

عائشہ (روپا کا ایک ہاتھ پکڑ کر خورشید کو دوسرے ہاتھ سے مارنے کی کوشش کرتی ہے ۔وہ چھوٹ جاتا ہے)

روپا (عائشہ کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اب دونوں ایک دوسرے کو ایسے پکڑ لیتی ہیں ۔جیسے وہی لڑ رہی ہیں ۔بچے دور کھڑے تماشہ دیکھتے ہیں ۔ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر حیرت سے مسکراتے ہیں

یہ دونوں ایک دم سے رک کر ایک دوسرے کا منہ حیرت سے دیکھتی ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو بچے ہنس پڑتے ہیں۔ یہ دونوں غصہ ہو کر بچوں کی طرف لپکتی ہیں۔ وہ کھڑکی سے کود کر عائشہ کے گھر میں بھاگ جاتے ہیں۔ دونوں بری طرح ہنستی ہیں اور ہانپتی ہوئی چوکی پر بیٹھ جاتی ہیں)

عائشہ واہ جی اچھا جھگڑا چکایا۔

روپا بھئی بڑے خراب بچے ہیں (اس کشمکش میں دونوں کی چوڑیاں ٹوٹ گئی ہیں) چہ اے ہے۔ ساری چکنا چور ہو گئیں۔

منہارن (موقعہ سے فائدہ اٹھا کر) یہ دھانی بانکیں۔ نئی آئی ہیں بالکل

عائشہ (چوڑیوں سے متاثر ہو کر روپا کو دیکھتی ہے) دو دو ڈال لو

روپا تم بھی پہنو۔

عائشہ میری تو وہ لائے تھے سو بڑی ہیں وہی ڈال لوں گی

روپا تم پہنو گی تو میں بھی پہن لوں گی۔ ورنہ سونے کی ڈال لوں گی

منہارن پر بیٹی سہاگ تو کانچ کی چوڑی سے ہے۔ لو ادھر لاؤ

عائشہ (روپا اس کا ہاتھ بڑھا دیتی ہے)

منہارن (روپا کے ہاتھ پر خون دیکھ کر) لو خون نکل آیا۔ توبہ میری کیا فتنے ہیں صبح صبح سہاگن کی چوڑی ٹوٹے یہ کوئی اچھا شگن ہے۔

عائشہ (متاثر ہو کر سہم جاتی ہے) بڑے شیطان ہیں یہ بچے

منہارن (چوڑیاں پہناتے ہوئے) اور بیٹی میں نے تم سے کہا کہ بالو جی کو آج نہ جانے دو۔ پتہ ہے شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ گلی گلی خون ہو رہے ہیں جدھر دیکھو ماریو۔ لیجیو۔ چیلیو میرے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اری بیٹی تم گھر کی بیٹھنے والی کیا جانو۔ وہ نبو کا لونڈا تھا نا۔

روپا آہاں ؟

عائشہ وہی پچھلے رجب لڑکے کا عقیقہ کیا تھا نا۔

منہارن وہی نگوڑا

عائشہ تو

منہارن پھول گلی سے گذر رہا تھا۔ دھر لیا۔

روپا ہائے ہائے رام رے (ہلتی ہے تو چوڑی ٹوٹ جاتی ہے)

منہارن اے ہے بہو ہلو مت۔ اور للو کے تو تینوں ختم ہو گئے

عائشہ ایں ؟

منہارن دو تو چوک میں مسلمانوں نے کاٹ کے ڈال دیئے۔ اور ایک وہ منجھلا والا جو تھا وہ ہسپتال کے پاس جو آگ لگائی تھی۔ اس میں پکڑا گیا

عائشہ ہائے خدا میرا تو کلیجہ نکلا پڑتا ہے۔ سنا ہے کلو کے دونوں بچے مدرسے سے آرہے تھے تو راستہ میں

رویا اسے ہے مر گئے؟

منہارن ایک تو بچ گیا۔ پر وہ بھی خاک بچا۔ ٹانگ سدا کو بیکار ہو گئی۔ دائیں آنکھ جاتی رہی۔

رویا ہے بھگوان۔ (چوڑی ٹوٹتی ہے)

منہارن اری بیٹی ہلے تو مت جا۔ چہ چہ ... ...

عائشہ یا خدا یہ جھگڑا کب بند ہوگا۔ اللہ پاک اب تو جی گھبرا گیا (منہارن سے) پر بوا اللہ کا شکر ہے ہمارے محلہ میں تو امن ہے

منہارن آگ ہی تو ہے پھیلتے پھیلتے پھیلے گی۔

رویا بھگوان نہ کرے

عائشہ اس محلہ میں بھی تو ہندو مسلمان ہیں، پر دیکھو جھگڑا نہیں ہوتا کبھی یہ مسلمان بڑے غصیل ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات ہوئی اور چاقو

لے دوڑے۔

رویا ہنہ تو یہ ہندوکون سے کم ہیں۔

منہارن ارے بیٹی یہ تو ہندو ہیں نہ مسلمان۔ (منہارن کا چہرہ وحشت زدہ ہو جاتا ہے)

عائشہ (کچھ نہ سمجھ کر) ایں؟

منہارن (خوفزدہ ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہے) یہ ... یہ تو ...

رویا (اس کا بازو جھو کر) میّا

منہارن (بڑے رازداری کے انداز میں) یہ تو بھوت ہیں۔

رویا (اور عائشہ ایک دم سہم جاتی ہے)

عائشہ (خوف کے دور ہٹا کر) اے مٹومیّا کیسی باتیں کرتی ہو

منہارن (جس کے چہرے پر عجیب پراسرار دہشت طاری ہے) ہاں سچ کہتی ہوں میرے پیر جی نے مجھ سے کہا یہ بھوت ہیں، آسیب جبھی تو انسانوں کو مارتے ہیں

عائشہ پر کیوں؟

منہارن اس لئے کہ یہ شیطان کے چیلے ہیں۔ اور ایک دن - ایک دن

یہ سب انسانوں کو مار ڈالیں گے اور پھر انھیں کا راج ہوگا۔ (دونوں عورتیں بری طرح سہم جاتی ہیں)

روپا ہائے رام منہارن ماں بھگوان کے لئے ایسی باتیں نہ کرو

عائشہ (ڈر کو جھٹک کر) اہنہ مٹو بھی۔ یہ تو سدا ایسی ہی باتیں اڑاتی ہیں ان کے پیر جی نہ جانیں کیا کہہ دیتے ہیں کہ بس

روپا پر سچ تو کہتی ہیں۔ کون دھرم اس خون خچر کو کہتا ہے جو دھرم کا نام لے کر ... ... اری میا دہی تازیوں کا جھگڑا ہے نا

منہارن ہاں ... ...

عائشہ خاک پڑے اب تو چھٹی ہوئی۔ محرم بھی ختم ہو گیا

روپا ارے محرم کا تو بہانہ ہے اور ہولی پر جو لٹھ چلے تھے اور پھر پچھلے سال جو چوک میں چیا تو چلے تھے۔ کاہے پر چلے تھے منہارن ماں!

منہارن بھول گئی بیٹا۔ ارے ہاں نہیں تو ... ... آئے دن کی بات ہے کیسے یاد رہے۔

روپا ہا! کیسی بری بات ہے۔ (تھوڑی دیر خاموشی رہتی ہے روپا جیسے دور تخیل میں کچھ سنتی ہے۔ آواز آہستہ آہستہ بلند ہوتی ہے۔

بلند ہوتی ہے "مارو ... مارو ... لینا ... لینا۔ آواز میں وحشت ناک گونج ہے اور ساتھ ایسی آوازیں بھی آتی ہیں جیسے کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو) ایں ؟ عائشہ ؟

عائشہ (بالکل بے خبر) کیا ؟

رویا وہ ... ... وہ لوگ آج نہ جاتے تو اچھا تھا۔

عائشہ (اس کے خوف سے خود بھی ڈر جاتی ہے) ہیں ؟ نہیں بہن اللہ اپنا رحم کرے گا

منہارن (چوڑیاں پہنا کر) لو ... ... بیٹی

رویا سلام میتا

منہارن جگ جگ جیو ... ... بوڑھ سہاگن ہو

عائشہ (اپنی طرف جانے کو اٹھتی ہے) ابھی لاتی ہوں دام ... ... (جانے کے لئے مڑتی ہے تو کانوں میں وہی وحشت ناک آواز آتی ہے "مارو ... ... مارو" یہ اس کا تخیل ہے جو مسحور ہو ہو کر اسے یہ آوازیں سنا رہا ہے۔ چونک کر رک جاتی ہے۔ وحشت چہرہ پر چھا جاتی ہے خوفزدہ ہو کر منہارن کی طرف مڑتی ہے تو آواز ایک دم بند ہو جاتی

ہے۔ پریشان ہو کر اسے فضا میں ڈھونڈتی ہے۔ روپا اور منہارن اسے حیرت سے دیکھتی ہیں کیونکہ وہ کچھ نہیں سنتیں (اطمینان کا سانس لے کر) اسے ہے تو یہ کان بجنے لگتے ہیں۔ (کھڑکی سے جاتی ہے)

روپا (پھر وہی غل دور سے اٹھتا ہے۔ روپا سمجھتی ہے یہ اس کا واہمہ ہے مگر منہارن کے وحشت زدہ چہرہ کو دیکھ کر چیخ پڑتی ہے) یہ کیا ہے (کھڑی ہو کر) ارے یہ کیا ہے۔ (آواز بجائے رکنے کے اور بڑھتی ہے) لوگو ... ... ارے عائشہ ... ...

(غل بہت زور سے بلند ہوتا ہے اسٹیج پر اندھیرا رینگنا شروع ہوتا ہے۔ ایک دم سے سامنے کا دروازہ کھلتا ہے اور ایک لڑکا گرتا پڑتا داخل ہوتا ہے)

لڑکا قتل ... قتل کر ڈالا ... کچہری روڈ پہ ...

پڑوسن (ایک طرف سے بھاگتی آتی ہے) کسے ....

لڑکا سب کو ... سب ... پانچ آدمی۔ تمام لاشیں ہی لاشیں وہ لا رہے ہیں۔ (بدحواس اور پاگل سا ہو جاتا ہے) گاڑی میں دھر کر لا رہے ہیں۔ دونوں کو ... (کچھ ڈر کر روپا کی طرف

دیکھتا ہے)

روپا (کلیجہ تھام کر کراہنے لگتی ہے) کچھ صاف سمجھ میں نہیں آتا۔

(۱) عورت (باہر سے بھاگتی آتی ہے) ہائے رے غضب ہو گیا۔ اری ماں ری...
... اری ری (گرتے گرتے کھمبے سے رک جاتی ہے)

عورت (۲) (باز و سے داخل ہوتی ہے) اری کیا سچ مچ ... ... برج نرائن بابو اور حامد میاں ... ... (سہم کر عائشہ کو دیکھتی ہے جو پاگلوں کی طرح کھڑکی میں کھڑی ہے۔ کہنی سے ٹھوکا مار کر دوسری کو دکھاتی ہے

لڑکا (ایسے کھڑا ہے گویا اس نے کچھ شرارت کی ہے)

(۲) عورت کیوں رے چھوکرے تو نے دیکھا برج نرائن ... ...

لڑکا (جلدی سے) ہاں قران قسم اپنی آنکھوں سے کچہری روڈ پر پتھر چل رہے تھے ادھر سے ہندو تھے ادھر سے مسلمان آگے برج نرائن بابو کے یہ لگا آکر پتھر (سر پر پتھر مار کر بتاتا ہے) وہ دھائیں سے گرے حامد میاں انھیں اٹھانے کو جھکے تو یہ دیا ایک نے پیچھے سے چاقو۔ کمر پر ذرا اوپر ہاتھ سے بتاتا ہے۔ سارا یاں سے یاں تک کاٹ کر رکھ دیا (عائشہ کو لاش کی طرح چپ چاپ کھڑا دیکھ کر ڈر جاتا ہے اور بھاگنے کو

دروازے کی طرف مڑتا ہے) قرآن قسم ... ... لاری میں لائے ہیں

عورت (روپا کو کرب کی حالت میں دیکھ کر) روپا بہن ... ... اے روپا بہن ... ... اسے بے ہوش پا کر عائشہ کی طرف مڑتی ہے) عائشہ آپا ... ... (اس کی صورت دیکھ کر ڈر جاتی ہے اس کے پاس جاتی ہے) عائشہ آپا ... ... (اسے چھوتی ہے تو اس کا سر ڈھلک کر آگے سینے پر گرتا ہے۔ چیخ مار کر دور ہو جاتی ہے۔ اندھیرا بڑھ کر پوری اسٹیج کو ڈھک لیتا ہے۔)

(ایک جھلک)

سسکیوں اور آہوں کی دبی گھٹی آوازیں .... اسٹیج پر گھپ اندھیرا ہے۔ ایک باریک سی روشنی کی لکیر ایک ہاتھ پر پڑتی ہے جس میں "دھانی بانکیں" جگمگا رہی ہیں۔ ایک پتھر ایک بوڑھے سے ڈروا دنے ہاتھ میں ہے۔ وہ دھانی بانکوں پر پڑتا ہے۔ کھڑکی کا پٹ کھلتا ہے اور عائشہ کا ستا ہوا سفید چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ "دھانی بانکیں" ٹوٹتی دیکھ کر وہ بھی اپنا ہاتھ پاس

گرا دیتی ہے اور پھر دونوں ہاتھوں کی چوڑیاں ٹھنڈی
کر دیتا ہے۔ اسٹیج پر بالکل اندھیرا چھا جاتا ہے۔

دوسرا منظر

دس برس بعد

وہی گھر ہے۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ چند پرانی چیزوں کی جگہ نئی چیزیں آگئی ہیں۔ وہی چوکی کھڑکی سے ذرا ہٹا کر بچھائی ہوئی ہے۔ پاس دو چار کرسیاں پڑی ہیں۔ کیلنڈر سے پتہ چلتا ہے کہ بجائے ۱۹۳۷ء کے اب ۱۹۴۷ء ہے)

(پردہ اٹھتا ہے تو روپا چوکی پر بیٹھی کچھ سیتی نظر آتی ہے، اس کی کمسن بہو لکشمی پاس مونڈھے پر بیٹھی اونی سوئٹر بن رہی ہے)

روپا (جو قبل از وقت بوڑھی ہو گئی ہے) بہو

لکشمی جی

سورج کو ململ کے پیسے دیدئے۔

لکشمی دیدئے (عائشہ کے گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔ روپا کی اس طرف پیٹھ ہے۔خورشید نظر آتا ہے۔ وہ اشارہ سے اسے خاموش رہنے کو کہتا ہے اور خود روپا کی طرف بڑھتا ہے۔لکشمی ہنسی روکتی ہے)

روپا اپنی دھن میں اور اچھی طرح سمجھا بھی دیا ہے۔ یہ نہیں کہ کچھ اور اٹھا لائے۔ (خورشید اس کے کندھے پکڑ زور سے "ہو" کرتا ہے)

روپا (زور سے اچھل پڑتی ہے) اسے ہے۔

لکشمی (زور سے قہقہہ لگاتی ہے)

خورشید بڑی ڈرپوک ہو ماسی (اس کے کندھوں پر پیار سے لد جاتا ہے میرا بس چلے تو جانتی ہو کیا کروں۔

روپا ارے ہٹ۔ میرے کندھے ٹوٹے

خورشید تمھارے ہاتھ میں بندوق دیدوں اور کہوں ہاں چلو میرے شیر!

روپا (حیرت سے) اے کہاں چلو

خورشید فیر کرو۔ مارو دشمن کو!

روپا چل ہٹ یاں سے۔ میرا کون ہے دشمن۔

خورشید میں ... میں ہوں نا۔ اس کے گلے میں جھول جاتا ہے

رویا (خوشی سے مسکراتی ہے مگر بن کر ڈانٹتی ہے) ارے ہٹ نا بدذات

عائشہ (ایک چھوٹا سا کرتا لئے آتی ہے)

رویا ارے منع کرو نا اس کو دیکھتی ہو عائشہ۔

سورج (تولیہ سے ہاتھ پوچھتا آکر کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

عائشہ ہنہ میں کیا دیکھوں۔ تمھیں نے لاڈ میں سر چڑھایا ہے اب بھگتو۔ یہ ٹھیک ہے

خورشید (کرتا دیکھ کر) ارے یہ کس کا کرتہ ہے اماں

عائشہ سورج کے بچے کا

لکشمی (ذرا جھینپتی ہے)

خورشید (نہ سمجھ کر) ارے اتنا سا؟ ... کیوں بے سورج کے بچے تیرا اتنا سا کرتا۔

سورج (شرما کر ہنستا ہے) ہیں ہیں۔

لکشمی (اٹھ کر بھاگتی ہے)

خورشید (گھبرا گھبرا کر سب کو دیکھتا ہے پھر سمجھ جاتا ہے) اچھا تو یہ ٹھاٹ

ہیں۔ (زور سے سورج کے پیٹھ پر ہاتھ مارتا ہے) بھئی واہ ....
کمال کر دیا۔

روپا اررے اس مسٹنڈے کی بھی شادی کرونا۔ بہت آزاد گھوم لیا۔

خورشید (روپا سے) اررے تم ہی کراؤ نا اپنے نالائق بیٹے کی تو جھٹ سے کرلائیں

روپا اررے اس کی بھی تو ہیرالال کے یہاں تیری ماں نے ہی لگائی تھی۔

پڑوسن (سوپ میں دال لاتی ہے)

روپا (دیکھ کر) بہو ... ... اے بہو ... . یہ چنے کی دال رکھ دے
اررے چندا بہن اس کی اپنے خورشید کی کہیں بات چیت پکی کرو نا
تم نے مرزا جی کی لڑکیوں کا ذکر کیا تھا۔ جاؤ نا ایک دن

پڑوسن (ناک چڑھا کر) نا بہو جی ہمیں کوئی دیوانے کتے نے کاٹا ہے جو
مسلمانوں کے محلہ میں جاؤں، رام رام کیا اندھیر ہو رہا ہے۔

خورشید اررے تمھیں کون چھیڑے گا تم تو خود شہر کوتوال ہو۔

سورج اور کیا کم از کم ہمارے محلہ میں تو انھیں کا راج ہے۔

منہارن (ایک دم داخل ہوتی ہے۔ وہی آن بان) اررے کیسا راج قسم
سے راج پاٹ تو نہ جانے کہاں بیٹھا اونگھ رہا ہے، اب تو بس یم راج

ہی کا راج ہے (فوراً لہجہ بدل کر) اے لو بہو کہاں ہے۔ کیا "دھانی
بانکیں" لائی ہوں کہ بس۔

روپا (دھانی بانکیں" کے نام سے روپا کے ہاتھ لرزنے لگتے ہیں اور
عائشہ کے چہرے پر دہی پاگلوں جیسی وحشت تاری ہو جاتی ہے
دونوں سناٹے میں دیکھتی ہیں۔ خورشید سورج کو ان کی حالت کی
طرف متوجہ کرتا ہے)

لکشمی (آتی ہے سب کو خاموش دیکھ کر) کیا بات ہے خالہ جی ؟

روپا (ٹالنے کو) آ ... کچھ نہیں ... ... جاؤ بھی کسی کو چوڑیاں نہیں پہننا

پڑوسن موئی سونے کے مول

منہارن سہاگ کی چیز ہے۔ سونے کے مول بھی سستی (دھانی بانکیں دکھاتی ہے)

لکشمی اور یہ بانکیں تو کسی کرم کی نہیں۔ دم بھر میں ٹوٹ جاتی ہیں۔

روپا (کانپ کر) بھگوان نہ کرے (بہو کو ڈانٹتی ہے) بہو چپ نہیں رہتی

لکشمی کیا ہوا .. ... میں نے تو کہا

عائشہ (خود بری طرح لرز رہی ہے) چپ رہ بہو۔ ان کا دل کمزور ہے۔
(اپنے دل کو آہستہ سے مسلتی ہے) کمزور ہے ... ... یاد آ جاتی

ہے تو ... ... تو کلیجہ پر جیسے چھریاں چل جاتی ہیں۔

رویا (حالت خراب ہوجاتی ہے) آہ ... ... آہ ...

خورشید اماں ... ... خمیرہ کھلادو۔

عائشہ (مردہ دلی سے) کھلادو۔ طاق میں رکھا ہے۔

خورشید (اپنے گھر بھاگتا ہے)

سورج اماں ... ... اماں جی ... ...

رویا آہ ... ... آہ ... ... سورج ... آج نہ جانا ... آج تو نہ جا

سورج مگر ... ...

رویا (غصے سے) نہیں ... ... یہ اگر مگر میں نہیں سنوں گی۔ میرا کلیجہ کٹا جارہا ہے۔

لکشمی (اشارہ کرتی ہے)

سورج اچھا ... نہ جاؤں گا ... (مگر رویا کی گھبراہٹ اور بڑھتی ہے)

خورشید (خمیرہ لاتا ہے۔ باورچی خانہ کی طرف بھاگتا ہے۔ دروازے پر رک کر جوتا اتار کر اندر جاتا ہے اور چمچہ لئے نکلتا ہے)

(روپا کو دوا کھلائی جاتی ہے۔ عائشہ نہ جانے کس عالم میں بیٹھی ہے اسے کچھ خبر نہیں)

لکشمی (اسے دیکھ کر) خالہ جی تم بھی ایک چمچہ کھا لو۔

عائشہ (پیار سے دیکھتی ہے پھر سر ہلاتی ہے) صبح کھائی تھی۔

منہارن ارے میّا کہیں ان دواؤں سے کچھ ہووے ہے، ان دکھیاریوں کے دل کی کون دوا جب سے کٹی ہوئی لاش دیکھی جی۔ جالو لوٹ گیا۔

لکشمی ارے چپ رہو منہارن ماں ... ... تم تو اور بھی

منہارن (بگڑ کر) اے واہ ری بہو۔ بڑوں کو ایسے بولتے لاج ہی نہیں آتی۔

لکشمی تو پھر

روپا (سنبھل جاتی ہے) چپ رہ بہو۔

سورج لیٹی رہو اماں۔

روپا نہیں۔ اب جی اچھا ہے (مسکرا کر عائشہ کو دیکھتی ہے وہ بھی مسکرا دیتی ہے۔ مطلع صاف ہو جاتا ہے)

سورج (بچوں کی طرح بہلاتا ہے) ارے بھئی خالہ جی ایک دن چمپا باغ چلیں

خورشید ہاں بھئی ... ... ماسی ویسی کچھ، یاں بنوانا مجھی سے۔

لکشمی ہنہ میں تو نہ بناؤں گی۔

خورشید (برا مان کر سورج کی طرف دیکھتا ہے)

سورج بنائے گی کیسے نہیں۔

لکشمی بناؤں گی تو پر ان کو نہ دوں گی۔

خورشید (مظلوم صورت بنا کر روپا کو دیکھتا ہے)

روپا (پیار سے ہنس دیتی ہے) ارے واہ کیسے نہیں دے گی۔ دہی تو یہ شوق سے کھاتا ہے۔

لکشمی کھانے کا شوق ہے تو بیاہ کر کے لائیں۔ بہو بنائے گی۔

خورشید ارے تو کیا کسی سڑک پر سے پکڑ لاؤں کہ چل بنا کچھ ریاں۔ یہ تمہاری ساس کریں بھی جب تو۔

عائشہ چپ رہ لڑکے

لکشمی کاہے کو چپ رہے۔ سچی خالہ جی ہمارا تو جی گھبراتا ہے، کیجئے نا ان کا بیاہ

خورشید ارے یہ بیاہ دیاہ نا کریں گی۔ ہم تو یوں ہی جائیں گے نا ٹھے۔ چلو جی سورج

سورج (چلنے کو تیار ہوتا ہے) پانی دینا دلکشمی سے)

خورشید (لچھمی کا ڈوپٹہ کھینچکر گھونگٹ نکال دیتا ہے) کیسی بے شرم ہو ــ ہے گھونگٹ بھی نہیں کاڑھتی۔

لکشمی ہنہ ... ... کیا کاڑھوں

خورشید جیٹھ ہوں میں ... ... کیوں اماں ؟ میں سورج سے بڑا ہوں نا ... پورا ڈیڑھ مہینہ

لکشمی تب بھی نہیں کاڑھتے لو . . (زور سے ڈوپٹہ سر سے اتار دیتی ہے)

خورشید اچھا آنے دو میری بیوی کو ۔ وہ تمھاری ٹھکائی کرے گی کہ بس ۔

لکشمی اجی کی ۔ کہیں ہم دونوں مل کر ہی آپ کی مرمت نہ کر دیں کہ مزا آجائے

خورشید (سورج کی طرف شکایتاً دیکھتا ہے)

سورج (اشارے سے کہتا ہے مجبوری ہے) پر تم دونوں کی لڑائی تو ضرور ہوگی۔

لکشمی واہ کیوں ہوگی لڑائی ۔ جی رہنے دیجیے ہم لوگ نہیں لڑا کرتے ۔

خورشید (سورج سے) یار بڑی تیز زبان ہوگئی ہے اس کی ۔ ذرا سی کتر ڈالو نا

عائشہ ٹھیک تو کہتی ہے بھو ۔ یہ مرد ہی ہیں جن میں آئے دن سر پھٹول ہوتی رہتی ہے ۔

خورشید (لاجواب ہوکر) لو بھیا چلو اب حملہ شروع ہوگیا (دونوں جانے لگتے ہیں)

منہارن (ڈرتے ڈرتے) ویسے نہیں کہتی بیٹا، یہ آج ہسپتال کے نکڑ پر تین خون ہوئے ہیں۔ لیٹری ڈٹی کھڑی ہے۔

پڑوسن ارے لڑکے تو کیا جھوٹ ہے۔ گلی گلی چھریاں چل رہی ہیں کہ نہیں۔

ردیا (سہم کر عائشہ کو دیکھتی ہے)

سورج (لکشمی سے پانی لے کر) ارے کیا گپیں مارتی ہو چندا ماسی منہارن کی دیکھا دیکھی تمہیں بھی شوق چرایا۔

منہارن ارے جا جا۔ کل کا لونڈا . . . . .

عائشہ سچ ہے منہارن بی تم تو بہت ہی بے پر کی اڑایا کرتی ہو۔ اس دن سٹر پٹر کرتی آئیں۔ اے کہنے لگیں کہ وہ گھسیٹا ہے نا اس کے جڑواں لونڈے ہوئے ہیں۔

خورشید (منہارن کے پاس اکڑوں بیٹھ کر) گھسیٹا کے۔

منہارن ارے ہٹ ادھر اس کی جورو کے۔ اے تو کیا میں نے جی سے کہہ دیا۔ مجھ سے تو نتھو کی بہو نے کہا تھا کہ اس کی خالہ گئی تھی تو . . . .

سورج تو اس کی نانی نے بتایا تھا کہ اس کے چچا نے فرمایا تھا کہ اس کے پھوپھا

(سب زور سے ہنستے ہیں)

منہارن (کھسیاکر) اے ہٹو میں جاؤں - نہ چوڑیاں پہنو نہ کچھ - بے ناق کو میری کھوٹی کری -

رویا تم سے کہہ دیا تھا میّا کہ چوڑیاں نہیں چاہئیں - پر تم .....

عائشہ باتیں مٹھارنے کو بیٹھ گئیں -

منہارن اچھا بابا ... ... جاویں ہیں بس - (گٹھری باندھنے لگتی ہے)

خورشید اے بوا بگڑو مت (ہاتھ بڑھاکر) لو تم مجھے چوڑیاں پہنادو -

منہارن (سب کے ہنسنے سے جل کر زور سے خورشید کا ہاتھ جھٹک دیتی ہے) ارے چل یاں سے - بڑا سیانا بنے ہے - ہم سے مذاق کرے ہے

لکشمی (سورج کے ہاتھ سے گلاس لے کر دو بوند پانی خورشید کے سر پر ڈال دیتی ہے) مارو منہارن ماں انھیں -

خورشید (اوو .... کر کے کھڑا ہو جاتا ہے - لکشمی کو ہنستا دیکھ کر) اچھا (سورج کا کندھا پکڑ کر ہلاتا ہے) دیکھ بے سورج - یہ تیری بیوی

سورج تو میں کیا کروں - ہٹ

خورشید (آستین چڑھاکر) اچھا ... ... ٹھہرو ذرا بہو بیگم

لکشمی (بھاگتی ہے)

روپا ارے نا ... ...

عائشہ بہو ... بہو ... ارے او خورشید - الٹی سیدھی چوٹ آجائے گی

خورشید (گھبر کر لکشمی کو پکڑ لیتا ہے) اب بولو - تم رہنے دو - اماں آج میں اسے ٹھیک کروں گا - اب بتا -

روپا (جو ہنس رہی ہے) بس رے ... چھوڑ ... ...

خورشید (ہاتھ پکڑتا ہے تو چوڑیاں ٹوٹ جاتی ہیں)

روپا (ایک دبی ہوئی چیخ مارتی ہے) آہ ... ...

خورشید (سہم کر چھوڑ دیتا ہے)

سورج (خوف زدہ ہو کر روپا پر دورہ پڑتا دیکھتا ہے)

روپا (لڑکھڑاتی کھڑی ہو جاتی ہے - دو قدم بڑھتی ہے)

عائشہ (پتھر کے بت کی طرح بیٹھی رہتی ہے)

خورشید (پریشان اور نادم سا ہو کر جھک کر زمین سے ٹوٹی چوڑی اٹھاتا ہے)

روپا (زور سے چیختی ہے) . . ... نہ چھونا ... یہ ... یہ

ٹوٹی ہوئی چوڑیاں (زور سے خورشید کو ایک طرف ہٹاتی ہے اور سورج کو دوسری طرف ڈھکیلتی ہے۔ بہو کو اپنے سینے سے لگا لیتی ہے۔ پھر سہم کر چوڑیوں کو دیکھتی ہے) یہ ... ... یہ ...

منہارن توبہ ہے ... ... جیسے جیسے سہاگن کی چوڑی لوٹے یہ کوئی اچھا شگن ہے۔

روپا (کے کلیجہ پر گھن سا پڑتا ہے۔ تلملا اٹھتی ہے۔ گلا پھاڑ کر چلاتی ہے) دور ہو ... ... یہاں سے ڈائن کہیں کی ... ... نہ جانے کہاں سے آن مرتی ہے۔ (ایک دم سے دل پکڑ کر گرنے لگتی ہے)

سورج (اسے سنبھالکر لٹا دیتا ہے)

منہارن (نادم ہو کر) اے لو جی میں نے کیا کیا

پڑوسن منہ بناتی ہے

منہارن اشارے سے بتاتی ہے کہ دماغ خراب ہو گیا ہے۔

پڑوسن اور کیا۔ جب سے برج بابو کی کٹی ہوئی لاش دیکھی ہے بس دل کے دورے پڑنے لگے۔

منہارن چہ چہ ... ... آگ لگے میری زبان ... ...

سورج (خورشید سے) اب بتاؤ کیا کروں۔ ان لوگوں کی تو روز ہی یہ حالت ہوتی ہے اور آج کل میرے یہاں تو بہت کام ہے۔ چھٹی بھی تو نہیں ملے گی۔ تم نہ جاتے آج

خورشید (سر ہلا کر) اونہک۔ میں تو ابھی عارضی ہوں۔ جھٹ نکال دیا جاؤں گا۔

روپا (ہوش میں آجاتی ہے اور سنتی ہے) ارے تم میری فکر نہ کرو۔ بیٹا میں تو ... میں تو دیوانی ہو گئی ہوں۔ (منہارن سے) منہارن میاں ... برا تو نہیں لگا۔ منہ سے بات نکل گئی نگوڑا جی بھی تو ٹھکانے نہیں ہے۔

لکشمی آپ لوگ جائیے پر جلدی آنے کی کوشش کیجئے گا۔

سورج ہاں ... ہاں ... کرفیو سے پہلے ہی آجاؤں گا۔ میرا کوٹ۔

لکشمی (کرسی پر سے کوٹ اٹھا کر دیتے ہوئے چپکے سے پیار سے کہتی ہے) جلدی آئیے گا۔

سورج (مذاق میں) نہیں۔ ہم آج بالکل نہیں آئیں گے۔

لکشمی بھگوان نہ کرے ... آپ کو میری کسم (آنکھوں میں آنسو

لانے کی دھمکی دیتی ہے)

سورج (پیار سے) اچھا ... ... بس کام ختم کرکے فوراً تمہارے پاس۔

لکشمی (مسکرا کر منہ بناتی ہے)

خورشید (جو دور کھڑا دونوں کی باتیں سنکر جلتا ہے) چل بے سورج کے بچے۔

لکشمی (دانت کچکچا کر رہ جاتی ہے)

منہارن آہو۔ چوڑیاں پہن لے۔ یہ دھانی بانکیں، نہیں تو لے یہ گلابی لچھا۔

پڑوسن ارے منہارن وہ پہناؤ ... ... ربڑ کی چوڑیاں۔ ... ربڑ کی چوڑیاں کبھی نہیں ٹوٹتیں۔

منہارن اری بہنیے سہاگن کی چوڑی کبھی نہیں ٹوٹتی۔ پر جب ٹوٹتی ہے تو لوہے کی بھی ٹوٹ جاوے ہے۔ لا بیٹی ہاتھ دے۔ پہلے سیدھا۔ بسم اللہ (لکشمی کو چوڑیاں پہنانے لگتی ہے)

روپا (منہارن کی فلاسفی سے سہم کر) عائشہ، آج لڑکے نہ جاتے تو اچھا تھا۔

لکشمی (چونک کر مڑتی ہے تو چوڑی ٹوٹ جاتی ہے) اوہ!

عائشہ نہیں بہن اللہ روز کی طرح اپنی رحمت کے صدقہ میں انھیں صحیح سلامت پہونچائے گا۔

منہارن (لکشمی سے) ارے بہو سیدھی بیٹھ!

رویا ہائے بھگوان، پر میرا دل کیوں بیٹھا جاتا ہے۔

عائشہ کچھ نہیں ذرا لیٹ رہو، اس پر بھروسہ رکھو۔ وہ بڑا کارساز ہے۔ کن مصیبتوں سے پالا پڑا ہے۔ اب اللہ نے چین دیا ہے تو کیا پھر وہ چھین لے گا۔

لکشمی (کانپتی ہے تو پھر چوڑی ٹوٹتی ہے) رہنے دو میا، میں نہیں پہنتی نہ جانے کیا ہو رہا ہے

منہارن اے واہ لو اور سنو اتنی ڈھیر سی میری چوڑیاں توڑ ڈالیں اور اب واہ ....

عائشہ اے تو لو یہ دام لے لو۔ (اٹھنی نکال کر پھینکتی ہے)

منہارن (چپکے سے اٹھنی اٹھاکر) پر میں بہو کے ہاتھ ننگے تو نہ چھوڑ کر جاؤں گی۔ بدشگونی ہوگی۔ (پھر پہنانے لگتی ہے)

رویا (عائشہ سے) کیا سچ مچ دو خون ہوئے؟

پڑوسن اور نہیں تو کیا جھوٹ موٹ۔ ارے تم دو کاسسن کے ہول رہی ہو۔ موٹر کے اڈے پر تو جم کے اینٹ پتھر چلے۔ پولیس آئی۔ گولی چلی۔ کون جانے کتنے ڈھیر ہوئے۔

(۲) پڑوسن ہا... چہ ... ... ہندو تھے کہ مسلمان

(۱) پڑوسن ہندو ہی ہوں گے بیچارے۔ پولیس بھی تاک تاک کے بس ہندوؤں کو ہی مار رہی ہے۔

(۲) پڑوسن ہاں! اور مسلمانوں کو تو بڑا چھوڑے دے ہے۔ پُل کے نیچے چھ مرے ... ... سب بیچارے مسلمان۔

منہارن ارے بوا نہ ہندو مارے گئے نہ مسلمان۔

(۳) پڑوسن ایں تو پھر۔

اے احمق مارے گئے۔ وہی مارتے مرتے ہیں۔

(۲) پڑوسن ہاں یہی سزا ہے ان کی۔

منہارن کن کی؟ وہ جو مارے گئے؟

(۲) پڑوسن اور کیا۔ ان پڑھ جاہل یہی مارتے ہیں۔ اور نہیں تو کیا راجے مہاراجے گلیوں میں سر پھٹول کرتے ہیں۔

منہارن اور جو گھروں میں گھس کر سوتے ہوؤں کو حلال کر ڈالا۔

عائشہ ہے ہے!

منہارن چھاتی سے لگے دودھ پیتے بچوں کے کلیجے کاٹ کاٹ کر نالیوں میں ٹھونس دیا۔

لکشمی اوہ ... ... (چوڑی ٹوٹتی ہے اضبط کرنے کو منہ میں ڈوپٹہ ٹھونستی ہے۔

منہارن ماؤں کی آنکھوں کے سامنے بچوں کو قتل کر ڈالے۔ باپ بھائی کے سامنے لڑکیوں کی عزت لوٹی۔

لکشمی اوہ ... ... (بری طرح لرز کر ایک طرف دبک جاتی ہے)

منہارن کتنوں کو ... زندہ درگور کر دیا۔

لکشمی (گھٹی ہوئی چیخ مار کر بے حال ہو جاتی ہے)

روپا (بری طرح کلیجہ مسوس لیتی ہے)

عائشہ اے غارت ہو یہاں سے (اٹھ کر لکشمی کو سنبھالتی ہے) خاک تمہارے منہ میں ... ... اے بیٹی جلدی سے پہن لے (منہارن سے) اے بڑھیا پہنا چک نا، کہ بیٹھی کھیل رہی ہے۔

منہارن اے تو دہ کل سے بیٹھے جب نہ برابر تو ہلے جا وے ہے

۲۔پڑوسن سنا ہے پھول گلی میں تو چار آدمیوں کو ایک گاڑی سے باندھ کر زندہ جلا دیا۔

۱۔پڑوسن اور سنا ہے دو لاشیں تو صبح سے پڑی تھیں۔ لوگوں نے کوٹ کوٹ کر قیمہ بنا دیا تھا۔ ایک کا سر تو پتھر سے بارہ دفعہ کچلا۔

۲۔پڑوسن بارہ دفعہ

۱۔پڑوسن (مزا لے کر) ہاں بارہ دفعہ سارا بھیجہ نکل کر سڑک پر یوں بہہ رہا تھا تمام۔ ادھر ادھر سے بچے آتے تھے اور لاٹھیوں سے پیٹتے تھے

لکشمی آہ ... ...بچے۔

منہارن ہاں بیٹی۔ ذرا سیدھی بیٹھ۔ جب شیطان سر پر سوار ہو جاتا ہے تو پھر ذرا ذرا سے بچے بھی خونی ہو جاتے ہیں۔

لکشمی (روتے ہوئے) ہائے رام کیسے پتھر کے کلیجے ہوں گے۔

منہارن اری بیٹی ان کے کلیجے نہ گر دے۔ یہ تو بھوت ہیں بھوت آسیب!

لکشمی (سہم کر) آسیب!

منہارن (دبی ہوئی آواز سے) ہاں، ذرا باہر جاکر دیکھو تو سارا شہر جانو
مرگھٹ بنا پڑا ہے۔ گلیاں پڑی بھائیں بھائیں کر رہی ہیں

۱۔پڑوسن ہا، کیا شوبھا تھی شہر کی۔ سب لٹ گئی۔

منہارن (پڑوسن سے) ارے جب بھرے پورے گھر لٹ گئے سہاگنوں
کی مانگیں اجڑ گئیں، ماؤں کی گودیں خالی ہوگئیں تو پھر کیا رہ گیا،

لکشمی (پھر لرزنے لگتی ہے)

منہارن جانو شہر میں ہیضہ کی طاعون پھیلی ہے۔ جس گھر سے سنو بین کی
پکار آرہی ہے۔

لکشمی چھوٹے چھوٹے ... ... بچے۔

منہارن بچے بوڑھے جوان، جس کی موت آئی۔

۲۔پڑوسن سنا ہے ایک اسی برس کے بوڑھے کو لاٹھیوں سے کوٹ کوٹ
کر بھرتہ بنا دیا

منہارن عورتوں کو پکڑ پکڑ کرلے گئے اور بازار میں کوڑے کر دیے

ا۔پڑوسن اور بھئی بہار میں تو نواکھالی کا بدلہ لیا ہے

عائشہ اری یہ کیسا بدلہ۔ مارو ں گھٹنا اور پھوٹے آنکھ۔ کریں نواکھالی

والے اور بھگتنیں بہار والے۔ لوگو یہ کیسا بدلہ ہے۔

۲۔پڑوسن لڑائی میں تو یہی ہوتا ہے۔

منہارن اری رہنے بھی دے بہینا۔ یہ لڑائی ہے؟ مردوں کی لڑائی اسی کو کہتے ہیں۔ ارے لڑنا ہے تو مردانگی سے خم ٹھوک کر میدان میں جا کے لڑو۔ اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ۔ یہ کیا کہ پاگل بھیڑیوں کی طرح نہتے، بے کس عورتوں بچوں پر لوٹ پڑے ناری بوا، یہ لڑائی مردوں کی تو نہیں،

۲۔پڑوسن سچ کہتی ہے بوا، اور کیا۔ یہ تو کوئی دیا ہے جو سروں پر سوار ہو گئی ہے۔

لکشمی ہے رام کوئی منع کیوں نہیں کرتا بے قصور کیوں مارتے ہیں۔

پڑوسن کون منع کرے۔ آنکھوں پر چربی آ جائے تو پھر کسی کو کچھ نہیں سوجھتا۔

منہارن (پھر چٹخارہ لے کر) سنا ہے۔ ایک عورت کے پانچوں بچوں کو اس کی چھاتی پر لٹا کر کاٹا ہے

لکشمی ہائے! (لرزتی ہے اور اپنا ہاتھ چباتی ہے)

۱ پڑوسن اور وہ جیتی رہی۔ بچوں کی لاشیں چھاتی سے لگائے پڑی رہی۔ پاگل ہوگئی ہے، کیوں منہارن بوا؟

منہارن اور کہیں ہیں کہ پیٹ والیوں کے پیٹ چیر کر ... ...

لکشمی (ہیبت سے آنکھیں پھٹ جاتی ہیں)

۲ پڑوسن بچے نکال لئے اور برچھیوں میں پرو کر ... ...

۱ پڑوسن (لکشمی کی غیر حالت دیکھ کر ٹھوکے سے منہارن کو منع کرتی ہے)

اے بوا!

لکشمی (بری طرح تڑپ کر چیخ مارتی ہے) اُوو ہ!

روپا (جو خود بری طرح لرز رہی ہے اٹھ کر جھپٹتی ہے) دور ہو یہاں سے ڈائنوں (نڈھال لکشمی کو کلیجہ سے لگا لیتی ہے) میری بچی! (منہارن سے) غارت ہو یہاں سے چڑیل اس کومل سی بچی کا کلیجہ ہلائے ڈالتی ہے۔ اور جو بھگوان نہ کرے اسے کچھ ہوگیا تو ...

... میں کیا کروں گی؟ نکلو دور ہو یہاں سے!

منہارن (منہ پھلا کر) اے واہ اتنی ڈھیر سی میری چوڑیاں توڑ ڈالیں

روپا (پیسے دیکر) لو ... لو ... اور جاؤ ... (لجاجت سے)

ہم ویسے ہی دکھیا ہیں۔ ارے ہمیں ستا کر کیا ملے گا تمہیں

منہارن اچھا بابا جا دیں ہیں ... ... میں تو تمہارے ہی بھلے کو کہہ رہی تھی۔ جو یہ شہر چھوڑ کر چلی جاؤ تو اچھا ہے ...

عائشہ اری میّا تو کہاں چلے جائیں جدھر دیکھو یہی آگ بھڑک رہی ہے۔ اب تو چاروں کھونٹ شعلے پھیل گئے ہیں۔ یا مولا رحم کر۔

پڑوسنیں (بڑبڑاتی چلی جاتی ہے)

منہارن تم جانو ... ... اچھا میں تو چلی۔ (جاتی ہے)

(تاریکی آہستہ آہستہ بڑھنے لگتی ہے۔ تینوں عورتیں قریب قریب کھسک آتی ہیں۔ تاریکی بھی سمٹ آتی ہے۔ خاموشی سے اکتا کر وہ اور بھی قریب آجاتی ہیں روشنی ان پر صرف ایک دائرہ میں رہ جاتی ہے اور پھر وہ دائرہ چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسٹیج پر گھپ اندھیرا چھا جاتا ہے)

(پردہ اٹھتا ہے تو روپا پلنگری پر بیٹھی نظر آتی ہے

بیکار سی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہے۔ ہاتھوں کی پریشان
لرزش سے اس کے دل کی کیفیت معلوم ہوتی ہے پاس
لکشمی بیٹھی سوئٹر بن رہی ہے۔ سوئٹر چھوڑ کر گھڑی کو دیکھتی
ہے اور اس میں کوک بھرتی ہے۔ روپا مڑ کر اس کی اس
حرکت کو دیکھتی ہے تو جلدی سے گھڑی رکھ کر شرمندہ ہو کر
سوئٹر بننے لگتی ہے۔ روپا اس کی اس حرکت سے اور بھی
پریشان ہو جاتی ہے)

روپا (جھنجھلا کر) بہو، کیوں بار بار گھڑی کو ہنیٹھتی ہے۔ ٹوٹ جائے گی۔

لکشمی (سر جھکا لیتی ہے)

روپا (لکشمی کی عاجزی سے دل دکھ جاتا ہے پیار سے کہتی ہے) پگلی
کہیں کی۔ کوک دینے سے گھڑی کوئی جلدی تھوڑے ہی چلنے لگے گی۔

لکشمی (خفیف ہو کر) نہیں تو۔

روپا (اور پیار سے) جا کھانا بنا لے۔ ہاں دیر ہو جائے گی تو لڑکا
بگڑے گا۔ جا ... ...

لکشمی ترکاری تیار ہے پراٹھے ڈال لوں۔

روپا	ہاں اور تھوڑی کچوریاں بھی تل دے۔ خورشید کہتا تھا کہ کھانے کو جی کرتا ہے۔ وہ لوگ آتے ہی ہوں گے۔

لکشمی	ابھی تو تین بجے ہیں۔

روپا	(جھلاکر) ہاں ہاں ... ... تو کیا ہے ... ... بنانے میں دیر بھی لگے گی کہ نہیں۔

لکشمی	(سوئٹر رکھ کر جاتی ہے) اچھا۔

(تنہائی میں روپا پھر کانپنے لگتی ہے اور گھبرا گھبرا کر چاروں طرف دیکھتی ہے۔ بیکاری سے اکتا کر وحشت سے بچنے کے لئے گٹھری کھول کر سینے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر ہاتھ قابو میں نہیں۔ کچھ کام نہیں ہوتا۔ کبھی تاگہ چھوٹ جاتا ہے اور کبھی سوئی۔ عاجز ہو کر خاموش کچھ سوچنے لگتی ہے۔ اتنے میں روشنی سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گئی ہے۔ ایک دم آنکھوں سے وحشت برسنے لگتی ہے اور کانوں میں ... ... "مارو ... ... مارو ... ... لینا ... ... لینا" کی دلدوز آواز آتی

ہے۔جو آہستہ آہستہ بڑھکر اسے مفلوج کر دیتی ہے
روپا کلیجہ پکڑ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور زور سے چلاتی
ہے)

روپا — بہو ... ... بہو (آواز ایک دم رک جاتی ہے)

لکشمی — (اندر سے بھاگتی نکلتی ہے آٹے میں ہاتھ بھرے ہیں) کیا ہے
ماں ... ... ماں ... ...

روپا — (اپنے کانوں کی دھوکہ بازی کو سمجھ کر شرمندہ ہو جاتی ہے) کچھ
نہیں ... ...جاؤ ... ...

لکشمی — (جانے کو مڑتی ہے)

روپا — (لکشمی کے ہٹتے ہی روشنی کا دائرہ پھر چھوٹا ہونے لگتا ہے۔ سہم
کر کہتی ہے) اے بہو۔

لکشمی — (جو خود نہیں جانا چاہتی) جی

روپا — آ ... ... ذرا (کہتے جھجکتی ہے) ٹھہر ... ... رہنے
دے پراٹھے ابھی سے ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ آ ... بیٹھ جا
میرے پاس۔

لکشمی آتی ہوں، ذرا ہاتھ دھو ڈالوں (مڑتی ہے پھر سوچ کر) خالہ جی کو بلا دوں۔ اب تو نماز پڑھ چکی ہونگی۔

رویا (اس کی رائے سے خوش ہو کر) ہاں، بلا دے ..... کہہ وہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں۔ ہاں، اور پراٹھے ڈال ہی لے، دیر ہو جائے گی۔

لکشمی (عائشہ کی طرف جاتی ہے) خالہ جی، نماز پڑھ چکی ہو تو ذرا اماں کے پاس آجائیے۔

عائشہ اچھا بیٹی،

لکشمی (اطمینان دلانے کو) ابھی آتی ہیں۔ (چلی جاتی ہے)

رویا ہوں۔ (مطمئن ہو کر ذرا لیٹ جاتی ہے)

عائشہ (دبے پیر رؔویا کے سرہانے آکر کھڑی ہو جاتی ہے اس کے ہاتھ میں تسبیح ہے اور لب پہ خدا کا نام ہے۔ تھوڑی دیر کھڑی محبت اور رحم بھری نظروں سے اسے دیکھتی ہے پھر اس پر دم کرتی ہے)

رویا (دم کی ہوا سے آنکھیں کھول کر مسکرا پڑتی ہے۔ اشارے سے اسے اپنے سرہانے بٹھا کر اس کا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر پھر آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ عائشہ محبت سے اس کے

سر پہ ہاتھ پھیرتی ہے)

روپا (سرور میں آنکھیں بند کئے ہوئے) عائشہ

عائشہ کیا؟

روپا اگر تم میرے پڑوس میں نہ ہوتیں تو میں کیا کرتی

عائشہ (مسکراپڑتی ہے) وہی جو میں تمہارے بنا کرتی۔

روپا (آنکھیں کھول کر اسے بڑی عزت کی نظروں سے دیکھتی ہے)

نہیں عائشہ تمہارا دل بڑا مضبوط ہے۔

عائشہ (اداسی سے ٹھنڈی سانس بھر کر) میرا دل ... ... منہ بس دھڑک

رہا ہے۔ جب تک سانس کی ڈوری چلتی ہے ورنہ اب تو ....

(گلا رندھ جاتا ہے)

روپا (حیرت سے اس کی کمزوری کو دیکھتی ہے اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے)

تم بہت ہمت والی ہو۔

عائشہ (ذرا غرور سے مسکرا کر) بڑی بھی تو ہوں تم سے۔

روپا (جوانی کی بچی کھچی شوخی سے) اوہو ... ... بھلا کتنی بڑی ہوگی

عائشہ (ڈینگ مارتے ہوئے) اے جب تم بیاہ کر آئی تھیں تو کتنی

تھیں۔ یہی کوئی تیرھواں سال ہوگا اور میں پورے پندرہ کی تھی۔
ہنہ بہت بڑی ہوئیں۔ بہی سال ڈیڑھ سال۔

عائشہ بات کرنے کا سلیقہ بھی نہ تھا۔ مارے شرم کے گٹھری بنی جاتی تھیں۔

رویا (ہنس پڑتی ہے)، ہاں مگر پڑوس میں تمہارے سوا تھا بھی کون بات کرنے لائق۔

عائشہ (اپنی ستائش سے جھینپ کر)، یہ تو نہ کہو سہیلیاں تو بہت تھیں تمہاری۔

رویا (بڑی شرارت سے)، پر تم جیسی کسی سے نہ گھٹی

عائشہ ہاں! یہ تو بات ہے، یاد ہے جب سورج ہونے کو تھا تو۔۔۔
۔۔۔ اے ہے (ہنستی ہے)، بہت ہی بھولی تھیں تم تو۔

رویا یہ تم نے بڑی دیکھ بھال کی تھی میری۔ راتوں کو جاگنا۔ بھلا کاہے کو تمہیں میرا اتنا خیال تھا؟

عائشہ (معصومیت سے) اللہ جانے

لکشمی (آکر ان کے پیچھے کھڑی دوپٹہ سے ہاتھ پوچھ رہی ہے۔ ان

کی باتیں سنتی جاتی ہے)

رویا — کون جانے پچھلے جنم میں ہم دونوں بہنیں ہوں

عائشہ — (اس انکشاف سے متحیر ہو کر) ہیں؟ ہاں۔ اور پھر خدا نے ہمارا امتحان لینے کو الگ الگ پیدا کر دیا۔

رویا — اتنا الگ پیدا ہو کر بھی ہم مل گئے۔ (لکشمی کو دیکھ کر جھینپ جاتی ہے)

لکشمی — (مسرت سے دونوں کو دیکھ کر) ارے خالہ جی آپ کی اور اماں کی صورت بھی تو ملتی ہے

رویا — (خوشی سے ہنس کر) ہاں یہ تو بہت لوگ کہتے ہیں۔

لکشمی — (حیرت اور خوشی سے مڑ کر سامنے آجاتی ہے) ارے رام تو پھر کہیں آپ سچ مچ بہنیں ہی نہ ہوں!

عائشہ — (ہلکے سے اس کے گال کو چھو کر) پگلی، ہیں ہی جو سب باوا آدم کی اولاد ہیں نا۔

لکشمی — (ایک دم فکر مند اور اداس ہو کر) تو پھر کیوں یہ آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں

(ایک دم سے دونوں بڑھیوں کے چہروں پر کی
عارضی چمکیلی مسترت اڑ جاتی ہے اور وہ بیکسی سے ایک
دوسرے کو تکتی ہیں۔ ردیا غصّہ ہو کر لکشمی کو دیکھتی ہے
جیسے اس نے ان کے سجے سجائے گھروندے میں ٹھوکر
ماردی)

لکشمی (شرمندہ ہو کر عفو بھری نظروں سے انھیں دیکھ کر منہ پھیر لیتی
ہے) اماں ... ...

عائشہ (موقعہ کو سنبھالتی ہے) ارے تو کیا سگے بھائی نہیں
لڑتے۔

لکشمی ایسے ایسے جنگلی جانوروں کی طرح ؟ خالہ جی ان چھوٹے چھوٹے
بچوں کو ... ... لاچار عورتوں کو ... ... انھیں کیوں مارا۔

ردیا (لاجواب اور کھسیانی ہو کر) جا ... بیٹی ترکاری نہ جل جائے
(نا امید ہو کر) بہت اچھا ماں (اٹھ کے جانے لگتی ہے)

عائشہ (کندھے پہ ہاتھ رکھ کر روک لیتی ہے) سچ کہتی ہے یہ، بیٹی پہ
انسانوں پر جب بھوت سوار ہو جاتا ہے تو پھر وہ بھی بھوت

بن جاتے ہیں۔ یہ بد بلا پھر تو آنکھیں بند کر کے جو سامنے آ جائے اُسے ہڑپ کر جاتی ہے۔

لکشمی پر کیوں،

عائشہ جیسے گندے تال تلیوں سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ ایسے ہی گندے دلوں کی کھوٹ آپس کی بھول بن جاتی ہے بشیطان، سب شیطان کے کرتوت ہیں۔

لکشمی شیطان کو بھگوان روکتے بھی نہیں۔

رویا روکیں گے، ضرور روکیں گے۔

لکشمی اے بھگوان تو پھر کب روکو گے۔ (گھٹنے پر سر رکھ دیتی ہے،)

رویا چنتا نہ کر میری لاڈو، جب ہمارا منّا جنم لے گا تو یہ بھیانک بادل دیش پر سے چھٹ جائیں گے

لکشمی (شرما جاتی ہے،)

عائشہ انسان کے دل میں نفرت ہے تو محبت بھی ہے

لکشمی (شک سے سہم کر،) ہائے بھگوان کہیں بیچارے پریم کو بھی کسی ملیچھ نے نہ مار ڈالا ہو۔

عائشہ محبت کبھی نہیں مرتی، سو جاتی ہے، پھر جاگ اٹھتی ہے۔
لکشمی (مسترت سے) جاگ اٹھے گی
عائشہ ہاں، تب پچھتاوا آئے گا۔ بے گناہوں کا خون یاد آکر ڈرائے گا
روپا (ہوا میں سونگھ کر) جا بیٹی ایسے جان پڑتا ہے تر کاری لگ گئی۔
لکشمی (کچھ ڈھارس بندھ گئی ہے، بھاگ جاتی ہے)
روپا (ٹھنڈی سانس کھینچ کر التجا بھری آواز سے) اے پرمیشور ایسے گن گے رسمے میں کسی کو جنم نہ دے۔ اے پربھو جی یہ بلا دور ہو جائے تو ساٹھ برہموں کو بھوگ لگاؤں گی۔ (عائشہ سے) تم کچھ نہیں کرتیں۔
عائشہ (شکست خوردہ ہو کر) تین چلے کھینچ چکی ہوں۔ چوتھا شروع کیا ہے۔ اجمیر شریف پر منت بھی مان لی ہے۔ پر دیکھو خدا کب سنتا ہے
روپا (اطمینان دلانے کو بڑے وثوق سے) سنے گا، ضرور سنے گا۔ تم جیسی بھگتنی کی نہ سنے گا تو پھر کس کی سنے گا۔ وہ لڑکوں کیلئے تم تے تعویز نہیں منگائے۔
عائشہ کل آجائیں گے۔

دونوں خاموش ہو کر سوچنے لگتی ہیں۔ روشنی کا دائرہ

سمٹ کر عائشہ کو گھونٹتا ہے۔ چہرہ پہ کرب طاری ہو جاتا ہے اور وہی بھیانک پکار" مارو ... ... مارو ... لینا ... ... پکڑنا۔" کانوں میں پہلے آہستہ آہستہ پھر زور سے آنے لگتی ہے۔)

عائشہ (دہشت زدہ آنکھیں پھاڑے گلے کو نوچنے لگتی ہے) اوہ ... اوہ

رویا (جو یہ آواز نہیں سن رہی ہے چونکتی ہے) کیا ہوا ... ... عائشہ

عائشہ (آواز ایک دم سے بند ہو جاتی ہے) یہ سنا۔

رویا کیا؟ (لکشمی نکل کر پیچھے آن کھڑی ہوتی ہے)

عائشہ (آواز کو پھر کان میں پکڑنے کی کوشش کرتی ہے) یہ ... ... یہ ... ... تم نے سنا؟

رویا (تجربہ کی بنا پر سمجھ کر) تو تم نے بھی سنا۔ (اطمینان سے کہ یہ صرف اس کا ہی وہم نہیں) میں جانتی تھی کہ میرے ہی کان بج رہے ہیں

لکشمی (جو چپکی کھڑی سن رہی ہے سہم کر) کیا؟ ... کیا؟ ... میں نے تو کچھ نہیں سنا۔

روپا (دونوں ڈر جاتی ہیں بات ٹال دیتی ہیں، کچھ نہیں ... ...کچھ بھی نہیں ... کچھ بھی تو نہیں ۔ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتی ہیں)

لکشمی (سہمی ہوئی دونوں کے بیچ میں آن گھستی ہے اور غور سے ان کے چہروں میں کچھ تلاش کرتی ہے)

روپا (ڈر کر کہیں وہ بھی خوفناک صدا نہ سن لے)، تو جا ... ... جا ... سو جا ذرا دیر کو سو جا۔

لکشمی (سہمی ہوئی) نہیں، وہاں مجھے ڈر لگتا ہے۔ (سوکھے ہوئے گلے سے) جانو کوئی لال لال خون بھری تلوار لئے بیٹھا ہے۔ مجھ سے کوٹھری میں بھی نہیں جایا جاتا۔

عائشہ اچھا، اچھا یہاں لیٹ جا ... ... (زانو پر سر رکھ کر لیٹا لیتی ہے)

(بھیانک خاموشی میں روشنی کا دائرہ چھوٹا ہو کر تینوں کے گرد سمٹنے لگتا ہے۔ لکشمی سہمی ہوئی سر اٹھا کر خلا میں کچھ سننے کی کوشش کرتی ہے، ٹوٹا پھوٹا ڈراؤنا میوزک کانوں میں رینگتا ہے، دائرہ چھوٹا ہو کر لکشمی کا دم گھٹنے

لگتا ہے، وہی ہزیانی کیفیت اس پہ طاری ہو جاتی ہے
"مارو مارو ... ... لینا ... ... لینا" کی اور اسی
طرح کانوں میں گونجتی ہے۔ چیخ مار کر اٹھ بیٹھتی ہے)

لکشمی (آنکھیں پھٹی ہوئی ہیں۔ ہونٹ خشک) آہ ... ...

رویا بہو!

لکشمی (جو دہشت کے مارے زرد پڑ گئی ہے اور عائشہ سے چمٹ
جاتی ہے) یہ ... ... یہ سنا؟ میں نے بھی سنا۔

عائشہ کیا؟ ... ... بہو؟

لکشمی مارو ... ... مارو ... لینا ... ... لینا۔ سنا؟

رویا (اسے کلیجے سے لگا کر بھینچ لیتی ہے) میری بچی۔

عائشہ (رویا کو اشارے سے منع کر کے) کیا، کیا؟ وہم ہے۔ کان بجتے
ہیں۔ ہم نے تو کچھ نہیں سنا۔

لکشمی (دور ہٹ کر) نہیں، میں نے سنا۔ شی، چپ، دھیان سے سنو
تینوں بڑے غور سے سننے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر موت
کا سا سناٹا چھایا رہتا ہے کہ ایک دم سے کوئی کنڈی

کھٹکھٹاتا ہے)

آواز — اے ... ... سورج کی ماں

(تینوں کی چیخ نکل جاتی ہے)

رویا — میرا لال ... ... میرا سورج ... (چیختی دروازے کی طرف دوڑتی ہے)
میرا چاند (دروازہ کھولتی ہے ایک آدمی کھڑا ہے) کہاں ہے
میرا لال ... ... میرا سورج

آدمی — ارے ارے، گھبراؤ نہیں۔ خورشید کی ماں ... ...

عائشہ (کلیجہ پکڑ کر بے حس و حرکت رہ جاتی ہے)

لکشمی (ہاتھ سے اپنی کلائی پر مضبوطی سے چوڑیوں کو پکڑے سناٹے میں
رہ جاتی ہے۔

آدمی (بڑا گھبرا جاتا ہے) ارے وہ ڈاکٹر مکرجی کے یہاں فون آیا ہے

رویا (لڑکھڑا کر دیوار سے سہارا لیتی ہے وہاں سے نیچے گر جاتی ہے)

آدمی — باپ رے ... ... (لکشمی کو دیکھ کر اور گھبراتا ہے) سورج کا
فون آیا ہے (نہایت مجرمانہ انداز سے) کہ وہ اور خورشید کرفیو
کی وجہ سے آج رات کو مرزا جی کے یہاں رہیں گے .... اور

مزے میں ہیں دونوں کوئی فکر نہ کریں ۔ نمستے ! (لپک کر بھاگ جاتا ہے مجرموں کی طرح)

لکشمی (ایک دم اطمینان کا سانس لیتی ہے ۔ لپک کر طاق میں رکھی مورتی کے آگے ماتھا ٹکا کر اطمینان کی سانسیں لینے لگتی ہے ۔

عائشہ (آہستہ آہستہ خود ہی چونک کر لرزتے ہوئے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیتی ہے)

رویا (آنکھیں کھولتی ہے) ہو !

لکشمی (دوڑ کر جاتی ہے) ہاں ، اٹھو اماں ، وہ بالکل اچھے ہیں ، ہے رام ہم کا ہے میں ایسا ڈر گئے ۔ اٹھو (اٹھاتی ہے)

رویا وہ آئے کیوں نہیں

لکشمی کرفیو کے مارے ، اچھا تو کیا ،

عائشہ ہاں ، اچھا کیا ۔

رویا پر یہاں تو جان آدھی ہو گئی ۔ عائشہ آج ادھر ہی سو جاؤ ہاں یہی تو میں بھی سوچ رہی تھی ۔ اکیلا گھر تو پھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے ۔ نماز پڑھ کر آجاؤں گی ۔ (اپنی طرف جاتی ہے)

(پردہ)

تیسرا منظر

(پردہ اٹھتا ہے تو تینوں عورتیں غافل سوتی نظر
آتی ہیں اسٹیج پر ہیبت ناک تاریکی پھیلی ہوئی ہے
صرف دو دیے صحن میں رکھے ہوئے ٹمٹما رہے ہیں
صرف روشنی کا دائرہ روپا کے اوپر آہستہ آہستہ
دائرہ چھوٹا ہونا شروع ہوتا ہے۔ روپا کے چہرے پر کرب
کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، ہاتھ پیر میں تشنج ہوتا ہے
اور درد سے کراہتی ہے۔ جیسے سوتے میں کوئی ڈراؤنا
خواب دیکھ رہی ہے۔ دائرہ گھٹ کر صرف چہرے پر
رہ جاتا ہے۔ روپا کے کانوں میں درد سے دہی ڈراولی
پکار گونجتی ہے جو آہستہ آہستہ قریب آجاتی ہے

(رویا تڑپ کر اٹھ بیٹھتی ہے اور ہاتھ پھیلا کر دوڑتی ہے)

رویا (خواب کی حالت میں) نہیں، نہیں، نہ مارو، میرے لال کو... بچاؤ بچاؤ ... بھگوان کے لئے دیا کرو ... ... (بری طرح کلیجہ مسوستی ہے) نہ مارو، چھوڑ دو (گڑگڑاکر) اسے چھوڑ دو، یہ ہندو نہیں یہ مسلمان نہیں۔ یہ تو نچھ ابھاگن کا بیٹا ہے۔ میرا بیٹا۔ دیکھو ... ... دیکھو ... ... میری طرف دیکھو ... ... یہ میرے کلیجہ کا ٹکڑا ہے، اس نے کبھی کسی کو نہیں مارا ... میں نے بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ... ... نہ بہاؤ اس کا لال لال خون، مٹی پر نہ پھینکو یہ ماں کا دودھ ہے۔ ماں، تمہاری بھی تو ماں ہے؟ جس نے تمہیں جنم دیا۔ میں نے بھی اس کو جنم دیا ہے، میں نے بڑے دکھ جھیل کر اسے پالا ہے۔ یہ دیکھو سلائی کرتے کرتے میری آنکھیں پھوٹ گئیں، چکی پیتے پیتے ہتھیلیوں میں گھٹے پڑ گئے۔ (دیکھی سے خیالی بھیڑ کو روکتے ہوئے) ٹھہرو ... پرمیشور کے لیے دیا کرو ... نہ مارو، نہ مارو میرے لال کو .... آہ ... آہ (دونوں ہاتھوں سے خیالی سورج کو بچاتی ہے، ایک کرسی سے ٹکرا جاتی ہے)

عائشہ (سوتے میں کانپتی ہے)

روپا (زمین پر گر کر سسکیاں بھرتی ہے) مار ڈالا ... ... مار ڈالا میرے بچے کو ... ... آہ

عائشہ (کے چہرے پر روشنی کا دائرہ پڑتا ہے۔ سوتے میں اس کے کان میں بھی وہی موت کی ہیبت پکار گونجتی ہے۔ اور کرب سے بے چین ہو کر عائشہ لڑکھڑاتی ہوئی اٹھتی ہے) مار ڈالا ... ... ظالمو ... تم نے میرے خورشید کو مٹی میں ملا دیا ... ... (ہیبت زدہ جیسے لاش کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھور رہی ہے) تم نے اس کے سینہ میں چھرا گھونپ دیا۔ آہ ... ... اس کی آنتیں باہر نکل پڑیں دیا گلوں کی طرح کچھ جھک کر سمیٹنے لگتی ہے) تم نے مجھ ادھ مری بڑھیا کا آخری سہارا لوٹ لیا۔ (چیخ کر) انھیں بے رحم ہاتھوں سے تم نے میرا سہاگ لوٹا تھا ... ... میرا سہاگ ملیا میٹ کیا تھا، آج انھیں ہاتھوں سے میرا کلیجہ نوچ کر پیروں تلے مسل ڈالا۔ واہ کیا سورما ہو، واہ واہ کیا کہنے، (اپنی طرف اشارہ کر کے) ہڈیوں کے ڈھانچے سے مقابلہ کرتے ہو ... ... بتاؤ کیوں؟ ... کیوں؟ میں نے (لجاجت سے) تمہارا

کیا بگاڑا تھا جو تم نے میرے گھر کا چراغ بجھا دیا۔ میں نے تم سے کیا چھینا تھا۔ جو تم نے میرا سب کچھ چھین لیا ... ... مجھے اندھا کر دیا اب بتاؤ میں کہاں جاؤں۔ کسے ڈھونڈوں کسے پکاروں، کس سے انصاف مانگوں ... ... یا خدا ... ... (آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر) تو دیکھ رہا ہے؟ تو بتا میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو یوں میری ساری زندگی کو دوزخ بنا دیا۔ ... اور اس نے (خیالی لاش کی طرف اشارہ کر کے) اس معصوم نے کونسا گناہ کیا تھا ... (جھک کر خیالی لاش کو پیار سے چھوتی ہے) میرا خورشید یہ تیرا لال لال خون (خون ہاتھ میں لے کر گال پہ ملتی ہے) میرا خون! بکیس اور لاچار کا خون! ... یہ درندے پی گئے ... اب تو ان کے کلیجے ٹھنڈے ہو گئے ... ... پیاس بجھ گئی ... ... (بھیڑ کو ڈھکیلتی آگے بڑھتی ہے) ہٹو ... میں اپنے لال کی لاش اٹھا لوں ... ... نہیں تو اسے کتے نوچیں گے۔ گدھ ... گدھ (سہمی ہوئی چاروں طرف دیکھتی ہے) ملک الموت کے چوبدار میرے بچے کی لاش پہ تاک لگائے بیٹھے ہیں۔ (چارپائی پہ لڑکھڑا کر گرتی ہے اور پیار سے تکیہ پہ ہاتھ پھیرتی

ہے ... ... میرے خورشید۔ چل تجھے دولہا بناؤں، رجب میں تیرا بیاہ ہونے والا تھا، تو یہ تیری بارات آگئی ... یہ لال لال خون کی مہندی رچ گئی ...... خورشید ... میرے کلیجے کے ٹکڑے (آہستہ آہستہ آواز ڈوب جاتی ہے اور منہ کے بل گر کر سو جاتی ہے)

(اب اکیلی لکشمی سو رہی ہے۔ روشنی کا دائرہ اور ڈراونے کالے کالے سائے اسے چاروں طرف سے گھونٹتے ہیں اور وہی آواز مارو ... مارو ... آہستہ اور پھر بلند کانوں میں گھستی ہے ... لکشمی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی چوڑیاں چھپا لیتی ہے)

لکشمی (کسی خیالی شئے سے بچتی چوڑیاں چھپائے بھاگتی ہے) نہیں ... نہیں نہ توڑو ... نہ توڑو میری دھانی بانکیں۔ میں نے آج ہی تو پہنی ہیں۔ یہ تو کانچ کی ہیں۔ دو کوڑی کی بھی نہیں، تمہارے کس کام آئیں گی۔ پر میرا تو ان سے سہاگ بندھا ہوا ہے ... ... آہ نہ توڑو ... ... (ایک دم اپنی مانگ چھپا لیتی ہے) میری مانگ

نہ اجاڑو، یہ چاول بھر لال کم کم تمہارے کس کام کی۔ ... آہ!
مار ڈالا (بیکسی سے چپ چاپ کھڑی ہو جاتی ہے اور گھٹی گھٹی
آواز سے رو پڑتی ہے) آہ ... تم نے ... تم نے انھیں مار ڈالا
اے چوڑی چھاتی والے جوان، میں تو تمہاری بہن سری کی ہوں
تم نے بہن کا سہاگ لوٹ لیا، (دوسرے خیال کردار سے) تم..
اے لمبی داڑھی والے بابا ... ... تم نے اپنی بیٹی کی مانگ نوچ
ڈالی۔ تم نے ... ایک نربل لڑکی کو زندہ چتا پر پھونک دیا۔
(آواز گھٹ کر بھیانک ہو جاتی ہے) ودھوا! ...آہ ودھوا
میں ودھوا ہوں۔ اب کیا ہوگا؟ (بھیانک صورت ہو جاتی ہے)
بولو ... ... اب میں کہاں جاؤں۔ کیا کروں؟ یہ پہاڑ سا جیون
کیسے بتاؤں (ایک دم جوش سے) تو پھر مجھے بھی مار ڈالو... میرے
پتی کے خون میں لتھڑی تلوار کو میرا خون بھی چٹا دو۔ (پاگلوں کی
طرح ہنستی ہے) ہاں، ہاں ... پھر میں ان سے جا ملوں گی
... ... دیکھتے کیا ہو ... ... مارو (آنسو بھر رہے ہیں مگر
مسکراتی ہے) اور آنکھیں بند کر کے منتظر کھڑی ہو جاتی ہے

تھوڑی دیر خاموشی رہتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتی ہے۔ آنکھوں میں نیا استقلال چمکنے لگتا ہے۔ چہرے پر غرور اور خودداری جگمگا اٹھتی ہے۔ حقارت سے خیالی بھیڑ کو دیکھتی ہے اور زور سے ڈانٹتی ہے) خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا ... میں گربھ وتی ہوں (غرور سے تن کر) گربھ وتی دیوی ہوتی ہے۔ دیوی کا اپمان نہ کرنا اگر تم نے میرے خون کی ایک بوند بھی دھرتی کے سینے پر ٹپکائی تو سدا کے لئے بانجھ ہو جائے گی۔ میرا خون پی کر مٹی اناج اگلنا چھوڑ دے گی۔ میرے خون کے دھبے تمہارے ہاتھوں دھوئے نہ چھوٹیں گے۔ میں نئی دنیا کو جنم دینے والی ہوں! میں نئی آشا کی ماں ہوں۔ اگر تم نے مجھے مار دیا تو تمہارا ناس ہو جائے گا دنیا جنم جنم تک تمہاری صورتوں پر پھٹکار بھیجے گی۔ تمہارا کہیں ٹھکانا نہ رہے گا۔ دور ہو جاؤ ... تمہاری تلواریں میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں۔ تمہارے خنجر میری طرف نہیں اٹھ سکتے میں نئی دنیا کو جنم دوں گی (چہرے پر اطمینان اور سکون چھا جاتا ہے)

روپا (جاگ کر حیرت سے بہو کو دیکھ رہی ہے۔ اس کے الفاظ روپا کو تقویت پہنچاتے ہیں)

عائشہ (امید بھری نظروں سے بہو کے چہرے کی غیر معمولی روشنی کو تکتی ہے)

لکشمی (آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جاتی ہے جیسے وہ کسی بلند مقام پر فاتحانہ انداز سے چڑھتی چلی جا رہی ہو) وہ میری ننھی منی دنیا، پریم اور شانتی کا سندیسہ سارے جگ میں پھیلائے گی۔ (بلندیوں کی طرف امید اور شوق سے دیکھتی ہے) یہ کالے بادل چھٹ جائیں گے۔ نیا سویرا جنم لے کر دنیا کو جگمگا دے گا۔ (جذبات کی فراوانی سے آواز گھٹ جاتی ہے اور آنسو بہنے لگتے ہیں) آپس کی کھوٹ مٹ جائے گی ... ...

عائشہ (اور روپا صحن میں رکھے ہوئے دیئے اٹھا کر بتیاں اکساتی ہیں اور دونوں بہو کا چہرہ دیکھنے کو بڑھتی ہیں)

لکشمی بھائی بھائی مل جائیں گے۔ پرکاش!!

روپا (اور عائشہ بڑھ کر دیئے بہو کے چہرے کے سامنے کرتی ہیں۔ دونوں دیوں کی کانپتی ہوئی لوئیں مل کر ایک دم سے ایک

[illegible] ستم کا [illegible] لو چمک [illegible] ہے [illegible]
سورج کی طرح جھملا اٹھتا ہے)

عائشہ اور روپا (جذبات سے بے قرار ہو کر) بہو، لکشمی!

لکشمی (اپنی جیت کے احساس میں مست آنکھیں بند کیے سر پیچھے ڈالے مسکراتی رہتی ہے، اس کے لب آہستہ آہستہ ہلتے ہیں)
پرکاش! — پرکاش!
